مولانا محمد ادریس ڈاہری اور احسن البیان

عبدالوحید میمن

ریسرچ اسکالر: شعبہ علوم اسلامی

مقدمہ

احسن البیان فی تفسیر القرآن جو کہ علامہ محمد ادریس ڈاہری کی علمی کوششوں اور صلاحیتوں کا بے بہا ثمر ہے قرآن مجید کی تفاسیر قدیم عرصہ سے کی جاتی رہی ہیں شروع زمانے یعنی تابعین کے دور سے قرآن کی تفسیر اور ترجمہ کو کسی عجمی زبان میں منتقل کرنا شرعی عیب اور گناہ سمجھا جاتا تھا اگرچہ فارسی زبان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ کیا اور یہ پہلا ترجمہ تھا جو کہ فارسی زبان میں ہوا اس کے بعد سندھ کے ہباڑی خاندان کے حکمرانی کے زمانے میں قرآن پاک کا مکمل ترجمہ سندھی زبان میں ہوا، جسے کسی عجمی زبان میں مکمل ترجمہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے اگرچہ زمانے کے نشیب و فراز کی وجہ سے وہ ترجمہ ناپید ہو گیا لیکن تاریخ اور تراجم کی کتب میں اسکی صراحت موجود ہے اس کے بعد برصغیر میں قرآن پاک کا مکمل ترجمہ مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اسی سے متصل زمانے میں حضرت شاہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا اور اس کے بعد مسلسل قرآن پاک کی تفاسیر اور تراجم کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور بہت سے مفسرین کرام اور مترجمین نے قرآن پاک کا اپنی اپنی زبان میں تفسیر بھی کی اور ترجمہ بھی کیا تاکہ لوگ قرآن پاک سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں مستفید ہوں اور قرآن مجید سے دنیا و آخرت کے معاملات وہدایات میں رہنمائی حاصل کر سکیں انہی مفسرین کرام میں سے ایک علامہ محمد ادریس ڈاہری بھی ہے جنہوں نے موجودہ زمانے کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تفسیر احسن البیان فی تفسیر القرآن کو سندھی زبان میں لکھا۔

حرف آغاز

اس مختصر مقالے کو میں نے ۳ حصوں میں منقسم کیا ہے پہلے حصے میں مفسر قرآن علامہ محمد ادریس ڈاہری کے حالات زندگی کو بیان کرتے ہوئے پھر ان کی تصنیفات کا مختصر تعارف پیش کیا ہے دوسرے حصے میں علامہ صاحب کی تفسیر احسن البیان کی کچھ اہم خصوصیات کو مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے چونکہ تفسیر احسن البیان سندھی زبان میں لکھی گئی تفسیر ہے تو اکثر خصوصیات میں پہلے تفسیر کی اصل عبارت ذکر کر کے پھر اسکا ترجمہ اردو زبان میں کیا گیا ہے تاکہ قارئین کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکال (کہ شاید مقالہ نگار نے اپنے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ نہ کیا ہو،

اور ہو سکتا ہے وہ بات اصل تفسیر کی عبارت میں مذکور نہ ہو اس اشکال کو دور کرنے کی وجہ سے تفسیر کی اصل عبارتوں کی امثلہ "________" میں ذکر کی گئی ہیں اور تیسرے حصہ میں تفسیر کا کچھ تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

مصنف کا تعارف۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ ونبیہ الکریم۔ اما بعد

وادی سندھ ہمیشہ ایک مردم خیز خطہ سے مشہور رہی ہے قرب قراری اطمینان کی مٹی نصیب والی ہے۔ تاریخ قوم ورجال کی کتابوں میں سندھ کے متعدد محدثین، محققین، مصنفین اور شعراء کا ذکر موجود ہے۔

موجودہ زمانے میں "العابد التقی والصالح النقی والعارف الزکی والعلامۃ الفہامہ والشیخ المفسر الفقیہ الحنفی محمد ادریس ڈاہری نقشبندی نے بھی ان مشہور علماء کی تقاریر اور تصانیف میں اپنی یاد تازہ کرائی ہے اور اپنے ہم قوم مخدوم ابو الحسن ڈاہری کی طرح یادِ علم کو تازہ کیا ہے۔

موجودہ زمانے میں علامہ موصوف کا علمی دنیا میں بڑا نام ہے، آپ محاسن و محامد کثیرہ ہیں، اللہ رب العزت نے آپکو بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے ایک طرف آپ مجسم دین اور حسن اخلاق ہیں تو دوسری طرف آپ کی تصانیف پڑھی جائیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بہت اچھے لکھنے والے ہیں اگر ان کی تقاریر سنیں تو آپ بہترین مقرر ہیں اگر ان کی شاعری سنیں تو آپ کے اشعار شاعروں والی خوبیوں سے مالا مال، پر سوز، پر محبت اور خلوص ہیں اور اگر ان کی علمی فکر اور روحانی خوبیوں کو دیکھا جائے تو آپ موجودہ زمانے میں بڑی اعلی شخصیت کے مالک نظر آتے ہیں۔

ولادت با سعادت

صحیح قول کے مطابق آپکی ولادت گاؤں ڈنگ نزد جہال شاہ موری موجود تحصیل قاضی احمد ضلع شہید بینظیر آباد (نوابشاہ) میں نیک وصالح مرد جناب حاجی رب رکھیو ڈاہری مرحوم کے گھر میں ۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز جمعۃ المبارک کو ہوئی۔

اسکول کی ابتدائی تعلیم

مذکورہ مقام ولادت سے آپکے رشتہ داروں کے منتقل (shift) ہو کر آجانے کی وجہ سے آپ نے ابتدائی پرائمری تعلیم گاؤں حاجی غلام حیدر ڈاہری میں استاد محمد وارث چنا اور استاد قائم الدین چنا سے حاصل کی جو اس وقت وہاں ابتدائی درجات کے معلم تھے۔

فارسی تعلیم

آپ نے فارسی کی کتابیں بھی حاجی غلام حیدر ڈاہری کے قائم شدہ دینی درسگاہ مدرسہ حیدریہ میں مولانا خان محمد ڈاہری (مرحوم) اور مولانا عبد الرزاق ڈاہری (مرحوم) کے پاس پڑھی۔

عربی تعلیم

آپ نے علم صرف کے کتاب، علم نحو کے ابتدائی کتاب تحسیر مولانا عبدالرزاق ڈاہری (مرحوم) کے پاس پڑھیں باقی حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، ادب اور فلسفہ کے بقیہ کتابوں کی تکمیل اپنے موجودہ گاؤں مقیم ڈاہری ہیں مدرسہ عربیہ ا ؤطحایہ میں خلافت تحریک کے سرگرم کارکن، مجاہد، وقت کے فقیہ عالم اور شفیق استاد حضرت علامہ محمد ایگہر سو رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ) کے پاس باادب ہوکر مکمل کرکے انہی سے دستار فضیلت کا اعزاز وشرف حاصل کیا۔

دورہ حدیث

مزید حصول علم کے لیئے حیدر آباد ... میں احادیث کی ... اور معروف درسگاہ رکن الاسلام میں صحاح ستہ کا امتحان دے کر مولانا قاری عبدالرزاق اور علامہ مفتی محمود الوری کے دست مبارک سے حدیث کی سند حاصل کی۔ ۱۹۷۵۔ ۱۹۷۶ میں آپ نے حیدرآباد بورڈ کے تحت مولوی عربی، عالم اور فاضل عربی کا امتحان فرسٹ اور سیکنڈ (کلاس) میں پاس کیا۔

تدریس

حصول علم کے بعد آپ نے اپنے شفیق استاد علامہ محمد ایگہر رحمت اللہ علیہ کی زیر نگرانی میں کتنے ئی سال درسی خدمات سرانجام دیں اور علم کے بہت سارے پیاسوں کو علم کے فیض سے سیراب فرمایا۔

شادی اور اولاد

آپ نے مدینہ منورہ سے اپنے ماموں کے بیٹے حاجی عبدالحمید (مرحوم) کی بیٹی سے مدینہ منورہ کی حاضری کے دوراں شادی کی جس سے آپ کو پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں اللہ تعالیٰ نے عطا کیں، آپ کے فرزندوں کے نام اس طرح ہیں (۱) صاحبزادہ میاں عاشق حسین (۲) صاحبزادہ میاں احسان اللہ (۳) صاحبزادہ میاں اسد اللہ (۴) صاحبزادہ میاں عبیداللہ (۵) صاحبزادہ میاں ولی اللہ ہیں۔

اوصاف عالیہ

آپ اکثر باوضو رہتے ہیں اور اکثر آپ کی زبان پر اوراد و وظائف جاری ہوتے ہیں آپ قلبی ذکر بہت کرتے ہیں۔

گفتار کی اثر انگیزی

اللہ کریم نے آپکو گفتار کی شرینی اور بیان وعظ و ... میں جادو جیسا اثر عطا فرمایا ہے آپکی تقریر میں روانگی، تسلسل، بلاغت و فصاحت، دلائل میں پختگی، عبارت میں اعراب کی شائستگی اور مخصوص انداز بیان بالخصوص عربی، اردو، فارسی، سرائیکی اور سندھی میں اشعار پڑھنے کا منفرد انداز ہوتا ہے پوری سندھ میں آج بھی آپ "**بلبل باغ مدینہ**" کے لقب سے مشہور ہیں۔

مدارس کی سرپرستی

اس وقت بھی آپ کے گاؤں مقیم ڈاہری اور شاہپور جانیاں میں آپکی زیر نگرانی دو مدرسے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

تالیف و تصانیف

آپ خطابت کے میدان کے شہسوار ہونے کے ساتھ آپ نے قلمی خدمت بھی بہت کی ہے آپ کے قلم سے لکھی ہوئی کتابیں پوری سندھ سے خراج محبت حاصل کرچکی ہے آپ کتب کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

تفسیر احسن البیان

قرآن کریم کی سندھی زبان میں مکمل تفسیر ۹ جلدوں میں بہترین ٹائٹل کے ساتھ ۲ مرتبہ چھپ چکی ہے، اس تفسیر میں اہلِ سنت وجماعت کے عقائد کو قرآن کریم کی آیات سے صاف اور واضح طور پر پیش کیا گیا ہے آپ کی زندگی کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے حال ہی میں اس تفسیر کو جدید کمپیوٹرائیزڈ انداز میں کمپوز کرا کر اس کے پروگرام کی سی۔ڈی تیار کی جارہی ہے۔

مناقب الصالحین

اولیاء کرام کی شان میں یہ کتاب ۱۹۸۲ء میں شایع ہوئی۔

الاربعین فی فضائل الخلفاء الراشدین

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی شان میں ۴۰ احادیث، یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں شایع ہوئی۔

احسن التشریح لبردۃ المدیح

قصیدہ بردہ شریف کا سندھی زبان میں ترجمہ، تشریح اور مخصوص اشعار کے پڑھنے کے فوائد کے متعلق یہ کتاب ۱۹۸۴ء میں شایع ہوئی۔

جام تصوف

تصوف کے متعلق یہ رسالہ ۱۹۸۵ء میں شایع ہوا۔

الدولۃ الکبری شرح اسماء الحسنی

اللہ تبارک وتعالی کے مبارک ناموں کے معانی اور انکے پڑھنے کی برکات وفوائد کے متعلق یہ کتاب ۱۹۸۶ء میں شایع ہوئی۔

سیرت بادشاہ بغدادی

اس کتاب میں سیدی و مرشدی حضرت عبدالقادر جیلانی، غوث صمدانی، محبوب سبحانی، قطب ربانی رحمت اللہ علیہ کی زندگی کا احوال اور آپکی کرامات کا ذکر ہے یہ کتاب ۱۹۸۶ء میں شایع ہوئی۔

تحفۃ الحجاج

چار حصوں میں حج کے متعلق مختصر احکام اور دعاؤں کے متعلق یہ کتاب ۱۹۸۷ء میں شایع ہوئی۔

ایضا۔ المرضیت شرح القصدہ والغوثیہ

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ کے عربی قصیدہ کا سندھی میں ترجمہ و تشریح۔ یہ کتاب ۱۹۹۱ء میں شایع ہوئی۔

اللہ کا احسان شرح قصیدہ نعمان

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے عربی قصیدہ کا سندھی زبان میں ترجمہ و تشریح یہ کتاب ۱۹۹۱ء میں شایع ہوئی۔

ترجمہ مدح نامہ سندھ

مخدوم محمد ہاشم رحمت اللہ علیہ کی لکھی ہوئی فارسی زبان میں کتاب "مدح نامہ سندھ" کا سندھی ترجمہ یہ کتاب ۱۹۹۱ء میں شایع ہوئی۔

احسن التحقیق فی سیرت الصدیق

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارک کا احوال، اولاد و سیرت اور شان کے متعلق یہ کتاب ۱۹۹۲ء میں منظر عام پہ آئی۔

تحفۃ الطلاب فی سیرت سیدنا عمر بن خطاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارک کا احوال، اولاد، سیرت اور شان مبارکہ میں یہ کتاب ۱۹۹۳ء میں شایع ہوئی۔

اوضح البیان فی سیرت عثمان بن عفان

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارکہ کے احوال، اولاد اور سیرت و شان مبارکہ میں یہ کتاب ۱۹۹۳ء میں شایع ہوئی۔

فتح القوی الغالب فی سیرت سیدنا علی بن ابی طالب

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارکہ کا احوال، اولاد اور سیرت و شان مبارکہ کے متعلق یہ کتاب ۱۹۹۴ء میں شایع ہوئی۔

قادری تحفہ

حضرت غوث اعظم سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا درود شریف جو آپ بغداد شریف سے لائے تھے سندھی اور اردو زبان میں تشریح کے ساتھ یہ کتاب ۱۹۹۲ء میں شایع ہوئی۔

سیرت اویس قرنی

سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زندگی کے احوال کے متعلق ہے یہ کتاب ۱۹۹۴ء میں شایع ہوئی۔

مانک موتی لال

قصیدہ بردہ شریف، قصیدہ نعمان اور قصیدہ غوثیہ تینوں کتابوں کا مجموعہ ہے یہ کتاب ۱۹۹۵ء میں شایع ہوئی۔

فضائل المسواک

مسواک کرنے کی دینی، دنیاوی فوائد اور سنت کے مطابق مسواک کرنے کے احکام کے متعلق یہ کتاب ۱۹۹۶ء میں شایع ہوئی۔

التحیرا لمقبول فی اخبار اولاد الرسول

اس کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اطہار، ۳صاحبزادوں اور ۴صاحبزادیوں کا مکمل احوال ہے یہ کتاب ۱۹۹۶ء میں شایع ہوئی۔

ترجمہ رسالہ نور

نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مخدوم ابوالحسن ڈاہری رحمت اللہ علیہ کے تحریر کردہ فارسی رسالہ کا سندھی ترجمہ جو۱۹۹۷ء میں شایع ہوا۔

سیرت الحسنین

جگر گوشاں رسول، فرزندان بتول حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی زندگی مبارک کے احوال ،اور فضائل کے متعلق یہ کتاب ۱۹۹۸ء میں شایع ہوئی۔

نماز کی اہمیت

نماز کے متعلق تمام مسائل اور فضائل کے بارے میں اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۰ء میں شایع ہوا اور دوسری ایڈیشن ۲۰۰۹ء میں شایع ہوا۔

شاہ صاحب کے مخصوص اشعار اور آپکی مختصر سوانح حیات

اس کتاب میں شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمت اللہ علیہ کے رسالے سے مخصوص اشعار اور آپ کی مبارک زندگی کا مختصر احوال بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ الد ذحات الباہرہ

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمت اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ پنجتن پاک اور بارہ امام کہنا جائز ہے۔

دلائل ثبوت ختم النبوت من القرآن والسنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آئیگا اسکے متعلق قرآن وحدیث مبارکہ سے دلائل کے متعلق یہ کتاب ہے۔

مفتاح السرور فی تحقیق مسئلۃ النور

اس کتاب میں حضور اکرم ﷺ کے نور ہونے کے بارے میں تحقیق بیان کی گئی ہے یہ کتاب ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔

مجموعت الاشعار حصہ اول وحصہ دوم

آپ علامہ موصوف کے اشعار ۲ جلدوں میں شائع ہو چکے ہے۔

ترجمہ الباقیات الصالحین

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمت اللہ علیہ کا فارسی رسالہ کا سندھی زبان میں ترجمہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کی شان میں ہے۔

الد ہدیہ المنکر نزول المسیح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے زمین پر اترنے کے متعلق ہے یہ کتاب پرنٹنگ کے مراحل میں ہے۔

عیدین کے فضائل اور مسائل

یہ کتاب عیدین کے فضائل اور ضروری مسائل کے متعلق ہے۔

التحریر الوجیب فی حجیت حدیث الحبیب

یہ کتاب منکرین حدیث کے رد میں ہے۔

کرامات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی رحمت اللہ کی کرامات کے متعلق اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۷ء اور دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۸ء اور اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ۲۰۱۳ء میں شائع ہوا۔

سیرت شہید گروہڑی رحمت اللہ علیہ

حضرت مخدوم عبدالرحیم گروہڑی شہید رحمت اللہ علیہ کی سیرت مبارکہ پر لکھی گئی کتاب۔

محبوب ﷺ کی محبوب دعائیں

حضور پاک ﷺ کی بتائی گئی اور مانگی گئی دعاؤں کے متعلق کتاب۔

جمعہ کے فضائل اور مسائل

جمعہ نماز کے فضائل اور مسائل کے متعلق لکھی گئی کتاب۔

الفیوضات المصطفویہ شرح الشمائل المحمودیہ

حضور پاک ﷺ کے مکمل احوال سیرت اور صورت کے بارے میں ۲ جلدوں میں لکھی گئی کتاب ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔

عظمت اہل بیت

نبی کریم ﷺ کے اہلبیت کی شان میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ مذکورہ کتابوں کے علاوہ علامہ محمد ادریس ڈاہری صاحب کی تصانیف کا سلسلہ جاری ہے۔

حرمین شریفین کے سفر

آپ ۱۹۷۱ء پاکستان کے بحری جہاز "[illegible] س" کے ذریعے ۹ دنوں کی مسافت طے کرکے جدہ مقدس پہنچے پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کا شرف حاصل کرکے حج کی بھی سعادت حاصل کی پھر دوبارہ بھی اس طرح سرور عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری ہوئی۔ دوسری مرتبہ ۱۹۸۲ء میں سفینہ حجاج کے ذریعے ۸ دنوں میں بحری سفر مکمل کرکے حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل کیا اسکے بعد ہر سال آپکو ایک یا دو مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔

سلوک و تصوف اور منازل

علوم شرعیہ کی تحصیل کے بعد علوم روحانیہ باطنیہ کے حصول کیلئے مختلف روحانی شخصیات سے اکتساب فیض کرکے عرفان اور وجدان کا مقام حاصل کیا اور آپکو مختلف مشائخ سے مختلف سلسلوں اور دلائل الخیرات، حزب اعظم اور قصیدہ بردہ کی اجازتیں بھی عنایت ہوئی ہیں۔

عالیہ غفاریہ [illegible] سے سند خلافت

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ غفاریہ کے اسباق آپ نے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اللہ بخش [illegible] المعروف حضرت سہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے اور ۱۸ تاریخ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۳ فروری ۱۹۸۲ کو نقشبندی سلسلے کی سند خلافت و اجازت حاصل کی۔

علوی

رب العلمین کے احسان اور حبیب کریم ﷺ کی نوازش سے مدینہ منورہ میں بار بار حاضری نصیب ہونے کی وجہ سے وہاں کے بزرگوں کی بھی آپ پر بڑی مہربانی رہی۔ علوی سلسلہ (یہ سلسلہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں بھی ذکر کیا ہے) میں آپکو مدینہ منورہ کے رہائشی مفسر، محدث، فقیہ بزرگ اور علوی سلسلہ کے کامل مکمل ولی حضرت شیخ زین ابراہیم سمیط علوی، حسینی سے اجازت اور سند اجازت عطا ہوئی۔

سلاسلی: (یہ سلسلہ بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں ذکر کیا ہے) اس سلسلہ میں آپکو مدینہ منورہ کے مشہور عارف، بزرگ، صوفی سالک بزرگ شیخ فہمی رحمۃ اللہ علیہ نے زبانی اجازت فرمائی دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ شریف ان دونوں برکتوں والے بزرگوں کے محصولات کی اجازت بھی آپکو مدینہ منورہ کے ساکن (اس وقت جنت البقیع میں مدفون) بزرگ شیخ محمد حسین رحری رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲ ذوالحج ۱۳۹۲ھ کو عطا فرمائی تھی۔

خصوصیت نمبر ا

قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا اور عربی زبان انتہائی وسیع ہے ایک ایک لفظ کے کئی معانی ہیں اس لئے عربی عبارات کا ترجمہ کرتے وقت ایسے الفاظ کی لغوی تحقیق لازمی ہوتی ہے جو مشترک المعانی ہوں مصنف احسن البیان نے لغت کا استعمال خوب کیا ہے الفاظ کی لغوی تحقیق کو اپنی تفسیر کا حصہ بنایا ہے

الفاظ کے لغوی تحقیق اور بحث چند ایک امثلہ

العالمین

(ا) سورت الفاتحہ کی پہلی آیت

العالمین علم سے لیا گیا ہے اور جمع کا صیغہ ہے جسکا معنیٰ ہے نشانی علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ والعالم کالخاتم اسم لما یعلم ہے۔(ا)

''علامه بيضاوي لکيو آهي ته الله کان سواء جيکي به جوهر،يا عرض آهن اهي ممڪن هجڻ ۽ حقيقي موثر ذي محتاج هجڻ جي ڪري دلالت ٿا ڪن ته ڪا ذات آهي جنهن هنن کي وجود ڏنو آهي ان ڪري انهن کي علم سڏيو ويو آهي''.(٢)

ترجمہ: علامہ بیضاوی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے جو بھی جوہر یا عرض ہیں وہ ممکن ہونے اور حقیقی مؤثر کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے دلالت کرتے ہیں کہ کوئی ذات ہے جس نے ان کو وجود دیا ہے اس وجہ سے انکو عالم کہا گیا ہے جہان کتنے ہے انکا صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ:

وما يعلم جنود ربك الا هو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے چالیس ہزار اور حضرت مقاتل سے اسی ہزار جہان منقول ہیں۔

علویات، سفلیات، مجردات، روحانیات، جسمانیات، وغیرہ وغیرہ بہت جہان ہیں۔ (۳)

علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ قندیل پیدا کر کے عرش سے لٹکائے ہیں آسمان زمین اور جو کچھ ان میں ہے، جیسا کہ جنت دوزخ وغیرہ سب ایک قندیل میں باقی قندیلوں میں کیا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ (۴)

(۲) سورۃ الفاتحہ آیت نمبر ۵

اھدنا: ''اِهْدِ واحد مذکر مخاطب امر جو صيغو ھدايت کان ورتل آھي، جنھن جي معنٰي آھي دلالت بلطف يعني مھرباني ۽ عنايت سان ڪنھن کي منزل مقصود تي پھچائڻ''.
''ٻانھو الله جي عظمت ۽ ڪبريائي جي بيان ان جي مسلسل انعامات جي اعتراف ۽ پنھنجي عبوديت ۽ ڪمزوري جي اعلان ڪرڻ کان پوءِ پنھنجي رحمٰن ۽رحيم رب جي حضور ۾ دعا جي لاءِ هٿ کڻي جڻ ته عرض ٿو ڪري يا الله مان ڪمزور آھيان نفس جا ٺوڪا ۽ شيطان جا وسوسا تمام گھڻا ۽ سخت آھن تون ٻاڻ منھنجي دستگيري ڪري پنھنجي لطف ۽ ڪرم سان مون کي سڌي راه تي ثابت قدمي سان ھلڻ جي توفيق بخش ۽ پنھنجي رضا جي منزل تائين پھچاءِ''. (۵)

ترجمہ (اردو): اِهْدِ واحد مذکر مخاطب امر کا صیغہ ہدایت سے لیا گیا ہے جسکا معنٰی ہے دلالت بلطف یعنی مہربانی اور عنایت سے کسی کو منزل مقصود تک پہنچانا۔

بندہ اللہ کی عظمت اور کبریائی کے بیان اس کے مسلسل انعامات کی اعتراف اور اپنی عبودیت اور کمزوری کے اعلان کرنے کے بعد اپنے رحمٰن اور رحیم رب کی حضور میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر گویا کہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں کمزور ہوں نفس کی دھوکے اور شیطان کی وسوسے بہت زیادہ اور سخت ہے تو خود ہے میرے دستگیری کر کے اپنے لطف و کرم سے مجھے سیدھی راہ پر ثابت قدمی کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے رضا کی منزل تک پہنچا۔

خصوصیت نمبر ۲

تعوذ و تسمیہ کے برکات کے متعلق کئی احادیث مروی ہیں اور فوائد بے شمار ہیں مصنف نے انکا لحاظ رکھتے ہوئے انکے فوائد بیان کئے ہیں تاکہ قارئین اس سے فائدہ و برکات حاصل کر سکیں تعوذ و تسمیہ کے فوائد کے بارے میں مصنف رقمطراز ہے۔

تعوذ اور تسمیہ کے فوائد: چند مثالیں

(۱) ''جنھن جي پناه طلب ڪجي يعني الله تعالٰي حقيقي پناه ڏيندڙ اھو ئي آھي جيئن آيت مبارڪ''

قل انی لن یجیرنی من اللہ احد ولن اجد من دونہ ملتحدا۔ (۶)
''۾ آيل آھي يعني فرماءِ ته بيشڪ ھرگز نه بچائي سگھندو مونکي ڪو الله کان ۽ ھرگز نه لھندس مان ان کانسواءِ پناه جي جاءِ''.

ترجمہ جسکی پناہ طلب کی جائے یعنی اللہ تعالیٰ حقیقی پناہ دینے والا وہی ہے جیسا کہ آیت مبارکہ میں ذکر آیا ہے یعنی فرما دیجیے بے شک نہ بچا سکے گا مجھے کوئی اللہ سے اور ہر گز نہ پاؤنگا میں اس کے سوا، جاء پناہ۔

(٢) مگر مجازي طرح ٻيو به پناه ڏيندڙ ٿي سگهي ٿو جيئن:

وان احد من المشركين استجارك فاجره حتى يسمع كلام الله ثم ابلغه مامنه ذالك بانهم قوم لايعلمون۔ (٧)

''يعني مشرڪن مان ڪو هڪڙو توکان اي حبيب صلي الله عليه وسلم پناهه گهري ته پوءِ ان کي پناهه ڏي ته جو الله جي ڪلام کي ٻڌي پوءِ ان کي ان جي امن واري جاءِ تي پهچاءِ اهو ان جي ڪري جو اهي اڻ ڄاڻ قوم آهن''

''ان جي ڪري ٻئي ڪنهن کي الله تعاليٰ جي مدد جو مظهر سمجهي مدد طلب ڪرڻ ۽ پناهه وٺڻ شرڪ نه آهي''.

ترجمہ (اردو): مگر مجازی طور پر دوسرا بھی پناہ دینے والا ہو سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ جب مشرکوں میں سے کوئی ایک آپ سے اے حبیب ﷺ پناہ مانگے تو اسکو پناہ دو یہاں تک کہ اللہ کے کلام کو سنے اسکو اسکی امن والی جگہ پر پہچاؤ وہ اس لئے کہ وہ انجان قوم ہیں اسی وجہ سے کسی اور کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر سمجھ کر مدد طلب کرنا اور پناہ لینا شرک نہیں۔ (٨)

''جڏهن حضرت نوح عليه السلام جن الله تعاليٰ جي پناهه طلب ڪئي (رب انی اعوذبك ان اسئلك ما ليس لی به علم) الله تعاليٰ ان کي سلامتين ۽ برڪتون عطا ڪيون جيئن قرآن ڪريم ۾ آهي''.

قيل يانوح اهبط بسلام منا وبركات عليك۔(٩)

ترجمہ: ''چيو ويو ته اي نوح لهه ٻيڙي مان سلامتي سان اسان جي طرفان ۽ برڪتن سان تنهنجي مٿان''. (١٠)

(٣) ترجمہ (اردو): جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔

رب انی اعوذبك ان اسئلك ماليس لی به علم

تو اللہ تعالیٰ نے انکو سلامتی اور برکتیں عطا کیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے مذکورہ آیت کا ترجمہ کہا گیا کہ اے نوح اترئے کشتی سے سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ جو آپ پر ہیں۔

''ڪاوڙ وغيره جي ڪري جڏهن انسان ڪنٽرول مان نڪري ويندو آهي ان وقت اعوذ بالله پڙهڻ سان اهو بيجا غصو، غلط خيالي ۽ وهم دور ٿي ويندو آهي''

ترجمہ (اردو): غصہ وغیرہ کی وجہ سے انسان جب کنٹرول سے نکل جاتا ہے تو اس وقت اعوذ باللہ پڑھنے سے بے جا غصہ، غلط خیال اور وہم دور ہو جاتا ہے۔ (١١)

(٤): ''جيڪو شخص جماع ڪرڻ جي ارادي وقت بسم الله پڙهندو ته شيطان ان کان پري رهندو ۽ جيڪڏهن ان صحبت سان ٻار ٿي ويو ته اهو ٻار دنيا ۾ جيترا ساهه کڻندو ايتريون ان جي پيءُ جي دفتر ۾ نيڪيون لکيون وينديون''.

ترجمہ: جو شخص جماع کرنے کے ارادے کے وقت بسم اللہ پڑھے تو شیطان اس سے دور رہے گا اور اگر اس صحبت (جماع) سے بچہ ہو گیا تو وہ بچہ دنیا پر جتنی سانسیں لے گا اتنی ہی اسکے باپ کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جائینگی۔

''جيڪو شخص سواري تي سوار ٿيندي بسم الله ۽ الحمدلله پڙهندو ته ان جي جانور جي وک وک جي بدلي ۾ ان جي سوار جون نيڪيون لکيون وينديون'' (١٢)

ترجمہ (اردو): جو شخص سواری پر سوار ہوتے بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھے گا تو اسکے جانور کے قدم قدم کے بدلے میں اسکے سوار کی نیکیاں لکھی جائینگی۔

خصوصیت نمبر ۳

احادیث مبارکہ میں سورتوں کے فضائل وخواص مذکور میں مصنف نے بھی اسکا لحاظ رکھ کر اپنی تفسیر میں تمام سورتوں کے فضائل وفوائد بیان کیلئے ہیں۔ مثالیں درج ذیل ہیں۔

سورتوں کے فضائل وفوائد

حضرت انس رضي الله عنه کان روايت آهي ته قرآن ۾ افضل سورت الحمدلله رب العلمين آهي.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ قرآن میں افضل سورت الحمد للہ ہے۔

(٢) حضرت ابن عباس رضي الله تعالیٰ عنه کان مروي آهي ته:

فاتحة الكتاب تعدل بثلثي القرا ن

سورة الفاتحه قرآن پاک جي ٻن ٽهاين جي برابر آهي. (١٣)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے **فاتحة الكتاب تعدل بثلثي القرا** سورۃ فاتحہ قرآن پاک کی دو تہائی کے برابر ہے۔

(۳) ترجمہ: بغوی نے اپنی سند سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ان الله تبارك و تعالى كتب كتابا قبل ان يخلق السموت والارض بالالف عام انزل منه ا ـ يتين ختم بها سورة البقرة فلا تقرؤن في دار ثلاث ليال فيقربها الشيطان۔ (۱۴)

ترجمہ (اردو): اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس میں سے دو آیتیں اتار کر ان سے سورہ بقرہ کو مکمل کیا ہے کسی بھی جگہ پر تین راتیں پڑھی جائیں تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں آئیگا۔

سورۃ البقرہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ جو شخص ہمیشہ سوتے وقت اس سورۃ کی دس آیتیں چار پہلی، ایک آیت الکرسی، دو اس کے بعد والی اور تین سورت کی آخری آیتیں پڑھ کر سوئے گا تو اس سے انشاء اللہ قرآن پاک نہیں بھولے گا۔ (۱۵)

خصوصیت نمبر ۴

آیات کے فوائد کیا ہیں؟ مصنف نے اسکو ایک الگ عنوان سے لکھا ہے جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوئی وہاں اس کے فوائد لکھے ہیں۔

آیات کے فوائد

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۶۷: ''ڳئون جي ڪهڻ لاءِ حڪم ڏيڻ ۾ اها حڪمت هئي ته بني اسرائيل جي دل مان ان جي محبت ڪڍي وڃي ۽ انکي مقدس نه سمجهن جو جو انهن ڪجهه وقت ڳئون جي پوجا ڪئي هئي''۔

ترجمہ: گائے کے ذبح کا حکم دینے میں یہ حکمت تھی کہ بنی اسرائیل کے دل سے اسکی محبت نکالی جائے اور اس گائے کو مقدس نہ سمجھیں کیونکہ انہوں نے کچھ وقت گائے کی عبادت (پوجا) کی تھی۔

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸: اس آیت پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی اچھی جگہ پر گناہ کا کام ہوتا ہے تو اس گناہ کے کام سے منع کرنی چاہئے اسکو ختم کرے لیکن اس جگہ کی عزت اپنی جگہ پر برقرار ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیاء کرام کی مزارات پر اگر کہیں گناہ ہوتے ہیں تو ان گناہوں سے روکا جائے نہ کہ مزارات کو گرایا جائے۔ بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان بتوں کو نکالنے کا حکم فرمایا نہ کہ بیت اللہ شریف کو ہی گرادو، اگر مسجد میں کتا اندر آجائے تو کتے کو نکال دو نہ کہ مسجد کو گرادو۔ (۱۶)

خصوصیت نمبر ۵

تفسیر احسن البیان فی تفسیر القرآن کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ آیت جن سے فقہی احکام ثابت ہوتے ہیں انکی تفسیر میں بقدر ضرورت فقہی مسائل بیان کئے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

کچھ فقہی مسائل

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۸: ''حنفين وٽ حج ۽ عمري ۾ صفا ۽ مروه جي وچ ۾ ڊوڙڻ واجب آهي ۽ ڇڏڻ جي ڪري قرباني ڏني ويندي''(۱۷)

ترجمہ: احناف کے نزدیک حج اور عمرہ میں صفا اور مروہ کے درمیان میں دوڑنا (سعی کرنا) واجب ہے اور ترک کی وجہ سے قربانی دی جائے گی۔

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱۷: "مرتد جيڪڏهن وري مسلمان ٿئي ته آخرت ۾ دوزخ کان بچندو ۽ دنيا ۾ وري ان تي اسلامي احڪام جاري ٿيندا''۔ (۱۸)

ترجمہ: مرتد اگر پھر مسلمان ہوا تو آخرت میں دوزخ سے بچ جائے گا اور دنیا میں پھر اس پر اسلامی احکام جاری ہونگے۔

ترجمہ: "اگر کوئی کافر اچھے کام کرتا ہے تو اسکے ان اعمال کا ثواب روکا ہوا ہے اگر کبھی بھی وہ مسلمان ہوتا ہے تو اسکو مکمل ثواب ملے گا اور اگر کفر پر مرگیا تو اسکے سارے اعمال برباد ہوگئے"۔ (۱۹)

خصوصیت نمبر ۶

احسن البیان فی تفسیر القرآن کے مصنف چونکہ مسلکِ اہلسنت سے وابستہ ہیں لہٰذا جن آیات سے عقائد ثابت ہوتے ہیں ان کے تحت عقائدِ اہلسنت بیان کر کے قرآن پاک سے استدلال کیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

عقائد اہل سنت

سورہ فاتحہ کی آیت نمبر ۴

''وسيلي کي اڳ ۾ ذڪر ڪرڻ قبول پوڻ لاءِ وڌيڪ آهي، عبادت وسيلو آهي ۽ انجي آئڻ سان مدد طلب ڪرڻ واري دعا قبول ٿيندي.
بيضاويءَ جي ان عبارت مان صاف ظاهر آهي ته وسيلو وٺي دعا گهرجي.
حضور ﷺ جو اسم مبارڪ وٺي انجي وسيلي سان دعا گهرجي ته جلد قبول ٿيندي جو ته اهو اسم مبارڪ پڙهڻ به عبادت آهي الله تعاليٰ جي مدد هر وقت ٻانهي جي لاءِ ضروري هوندي آهي. جيڪڏهن ظاهر ۾ ڪو ماڻهو ڪنهن جي مدد ڪري ٿو ته اها به الله تعالى جي طرفان سمجهڻ گهرجي جو ته حقيقي مددگار اهو ئي آهي''.(۲۰)

ترجمہ: وسیلے کو پہلے ذکر کرنا قبولیت کے لیئے زیادہ بہتر ہے عبادت وسیلہ ہے اور اسکے لانے سے مدد طلب کرنے والی دعا قبول ہوگی۔

بیضاوی کی اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہے کے وسیلہ لیکر دعا مانگے حضور ﷺ کا اسم مبارک لے کر اسکے وسیلے سے دعا مانگے تو دعا جلدی قبول ہوگی کیونکہ یہ اسم مبارک پڑھنا بھی عبادت ہے اللہ تعالی کی مدد ھر وقت بندے کے لیئے ضروری ہے اگر ظاہر میں کوئی آدمی کسی کی کرتاہے تو وہ مدد بھی اللہ تعالی کی طرف سے سمجھنی چاہیے کیونکہ حقیقی مدد گار وہی ہے۔

سورت البقرہ آیت نمبر ۴ ترجمہ اردو

آخرت کا عقیدہ

یہ عقیدہ کہ اللہ تعالی تمام اشیاء کو فنا کر کے پھر اٹھائیگا سب اپنے اعمال کا حساب دیگے لیئگے یہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اس دن کو آخرت کہا گیا ہے اس دن کا ذکر قرآن پاک کی کتنی ہی جگہوں پر آیا ہے اس کے انکار کرنے سے بھی آدمی اسلام سے نکل جاتا ہے۔(۲۱)

خصوصیت نمبر ۷

کسی بھی تفسیر کا مطالعہ کرتے وقت عام قاری کے ذہن میں سوالات ابھرتے ہیں جنکی تشفی کیلئے جوابات چاہتا ہے اس بات کو مد نظر رکھ کر مصنف نے مناسب جگہوں پر خود ہی سوالات کر کہ ان کے جوابات ذکر کئے ہیں مثالیں ملاحظہ ہوں۔

سوال وجواب

سوال:'' جڏهن الله تعالى غني آهي ته انکي ٻانهن جي عبادت جي ڪهڙي ضرورت آهي؟''

جواب: ''الله تعالي کي ڪابه ضرورت نه آهي ضرورت خود ٻانهي کي آهي جو اهو عبادت ڪرڻ سان صفائي ۽ باطن جو تزڪيو حاصل ڪري ٿو ۽ جنت ۾ رهڻ جي لائق بنجي ٿو گندي ماڻهوءَ کي ڪو ڀر ۾ ويهارڻ نه چاهيندو آهي صفائي سٺائي ضروري آهي عبادت رحمت جو پاڻي آهي جنهن سان انسان ڌوپي صاف سٺو ٿيندو آهي''.(۲۲)

ترجمہ(اردو)

سوال: جب اللہ تعالٰی غنی ہیں تو اسکو بندوں کی عبادت کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: اللہ تعالٰی کو کوئی ضرورت نہیں ہے ضرورت خود بندے کو ہے جو عبادت کر کے صفائی اور باطن کا تزکیہ حاصل کرتا ہے اور جنت میں رہنے کے قابل بنتا ہے گندے آدمی کو کوئی قریب بھی بٹھانا گوارا نہیں کرتا صفائی اور اچھائی ضروری ہے عبادت رحمت کا پانی ہے جس سے انسان دھل کر پاک وصاف ہوتا ہے۔

(۴) سورۃ البقرہ آیت نمبر ۶۱ ترجمہ (اردو)

سوال: اس آیت مبارکہ میں ہے کہ بنی اسرائیل پر ذلت اور رسوائی لگائی گئی حالانکہ اب تو انکا شمار دنیا کی بڑے مالداروں اور امیروں میں کیا جاتا ہے؟

جواب: اس آیت میں ذلت اور مسکینی وغریبی کا یہودیوں پر ہونا ثابت ہے مگر دوسری آیت میں اس کی وضاحت اس طرح آئی ہے۔ وضربت علیھم الذلة این ما ثقفوا الا بحبل من الله وحبل من الناس۔

ترجمہ: وہ(یہودی) ہمیشہ ذلیل اور حقیر رہینگے مگر دو صورتیں ہیں یا اللہ تعالٰی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں یعنی اسلام لے آئیں پھر دنیاو آخرت کی عزت حاصل کریں یا دوسری طاقتوں کا سہارا لے کر عزت حاصل کریں جیسا کہ موجودہ زمانے میں یہودی امریکا اور برطانیہ کے سہارے حکومت قائم کر کے بیٹھے ہیں۔(۲۳)

خصوصیت نمبر ۸

قرآن مجید کی تفسیر کرنے کا اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے دوسرے نمبر پر قرآن کی تفسیر بالحدیث ہے جسکو تفسیر بالماثور کہا جاتا ہے اور مصنفِ احسن بیان کا اکثر رجحان بھی اسی اسلوب کی طرف ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

تفسیر بالماثور

ترجمہ: سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱ تا ۵ کی آیات میں مؤمنوں کی صفات اور انکی کامیابی کا ذکر آیا ہے آیت نمبر ۶ اور ۷ میں کافروں اور انکی بری عاقبت کا احوال ہے۔ ابن جریج، ابن ابی حاتم، طبرانی الکبیر فی السنۃ میں ابن مردویہ اور بیہقی الاسماء والصفات میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول ﷺ کو بہت زیادہ حرص ہوتا تھا کہ تمام لوگ مسلمان ہوں

اور ہدایت کی باتوں میں آپ کی پیروی کریں پھر اللہ تعالیٰ نے آپکو خبر دی کہ ایمان وہ لائینگے جو ازل سے سعادت مند ہیں اور جو ازل سے بدبخت ہیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔(۲۴)

(۲) سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۳ میں **والیتمیٰ** کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ:

''یتیمن سان احسان ڪرڻ به وڏو ثواب ۽ اجر آهي رسول اللهﷺ جن فرمايو آهي ته:

كافل اليتيم له اولغيره انا وهو كهاتين في الجنه

يعني يتيمن جو سنڀاليندڙ يوء اهو انجو پنهنجو هجي يا ٻئي جو مان ۽ اهو جنت ۾ ائين گڏ هونداسين جيئن اشهد آڱر سان گڏ وچين آڱر آهي''۔(۲۵)

ترجمہ: یتیموں سے احسان کرنا بھی بڑا ثواب اور اجر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یتیم کی پرورش کرنے والا چاہے وہ (یتیم) اسکا اپنا ہو یا دوسرے کا میں اور وہ جنت میں ایسے ساتھ ہونگے جیسے شہادت کی انگلی کے ساتھ درمیان والی انگلی ہے۔

خصوصیت نمبر ۹

قرآن مجید فرقان حمید کی تفسیر کرنے کا پہلا اصول تفسیر القرآن بالقرآن ہے، چند مقامات پر مصنف نے اس اعلیٰ اسلوب کو بھی اپنی تفسیر احسن البیان میں اپنایا ہے چند مثالیں درجہ ذیل ہیں۔

تفسیر بالقرآن

(۱) سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۳

وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا............الخ (۲۶)

ترجمہ (اردو): کچھ لوگوں کو قرآن پاک کے کلام اللہ ہونے میں شکوک وشبہات تھے کہ یہ ہاتھ کا بنایا ہوا کلام ہے اس (نبی کریم ﷺ) کی دوسروں نے بھی مدد کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے:

وقال الذين كفروا ان هذا الا افك ن افتراه واعانه عليه قوم ا ـ خرون فقد جاؤ ظلما وزورا ۔ (۲۷)

اور پھر کچھ لوگ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انسان پر وحی نہیں بھیجے گا جیسا کہ فرمان ربانی ہے:

قالو ما انزل الله على بشر من شيء۔(۲۸)

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات میں ان شک میں پڑے لوگوں کو موقعہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر تمہیں شک ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام نہیں ہے تو پھر تم بھی فصاحت اور بلاغت کے صاحب بڑی مہارت رکھنے والے انسان ہو اور قرآن پاک بھی کسی دوسری زبان میں بھی نہیں ہے بلکہ آپکی عربی زبان میں نازل ہوا ہے تو تم خود یا دوسروں کو بھی ملا کر ایسی ایک سورت یا کوئی ایسا کچھ حصہ بنا کر دکھاؤ یہ ایک چیلنج نہیں مگر دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ام يقولون افتراه قل فأتوا بعشر سور مثله مفتريات وادعوا من استطعتم من دون الله ان كنتم صدقين.(۲۹)

تیسری آیت مبارکہ میں ہے: فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صدقین۔(۳۰)

مسلسل چیلنج دینے کے ساتھ غیب کے مالک اللہ جل شانہ یہ بھی بتادیا کہ (وہ) مقابلہ کریں نہ پائینگے جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔(۳۱)

مذکورہ آیت (سورت البقرہ ۲۳) کی تفسیر کرتے ہوئے مفسر صاحب نے دوسری آیات سے اس کی وضاحت کی ہے۔

(۲) سورۃ البقرۃ آیت نمبر (۷)

ترجمہ (اردو) اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ انکے دلوں اور کانوں پر مہر لگی ہوئی ہے اور انکی آنکھوں پر پردے ہیں قرآن پاک نے اس حقیقت کو کچھ جگہوں پر ایسا واضح اور صاف لفظوں میں بیان کیا ہے کہ غلط فہمی کی کوئی بھی گنجائش باقی نہیں رہی ہے جیسا کہ ایک جگہ پر ارشادِ ربانی ہے کہ:

بل طبع اللہ علیھا بکفرھم۔(۳۲)

یعنی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے کفر کی وجہ سے مہر لگائی مطلب پہلے ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی نہ تھی مگر ان کے کفر انکار اور اس پر سختی سے اصرار اور ہمیشگی کرنے کی وجہ سے انکو اس نعمت سے محروم کیا گیا ہے اور انہی گناہوں کی وجہ سے انکے دل کالے سیاہ ہوگئے ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ (۳۳)

یعنی ایسا بالکل نہیں ہے بلکہ جو کچھ وہ کماتے تھے اسی کا زنگ انکے دلوں پر جم گیا ہے انکے دلوں کا آئینہ اتنا تو زنگ کر کالا ہوچکا ہے جو ہدایت کے روشن کرنے والے سورج سے بھی نور و ہدایت حاصل کر نہیں سکتے۔(۳۴)

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵

اللہ یستھزء بھم ....الخ (۳۵)

علامہ قرطبی نے واضح طور پر لکھا ہے کہ اصل الاستہزاء الانتقام استہزاء کا اصل معنیٰ ہے بدلہ لینا اس تحقیق کے لحاظ اللہ یستہزء بھم سے یہ معنیٰ ہوگا اللہ تعالیٰ ان سے انکی شرارتوں کا بدلہ لیتا ہے اور اس معنیٰ کے لحاظ سے الاستہزاء کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے میں کوئی بھی قباحت نہیں ہے، عرب کے لوگوں میں عام محاورہ بھی ہے کہ جب کوئی کام کسی فعل کی سزا دینے کیلئے کیا جاتا ہے تو اس کو الاستہزاء کر کہ پکارتے ہیں، اسی طرح جس لفظ سے اس فعل کی تعبیر کی جائے جس پر سزا یا شکایت ملے۔ مثلاً قرآن پاک میں ہے:

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔(۳۶)

یعنی برائی (بے حیائی) کا بدلہ اس جیسی برائی ہے حالانکہ برے کو سزا دینا برا نہیں ہے بلکہ عین عدل اور انصاف ہے اور دوسری آیت میں ہے

نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم۔(۳۷)

یعنی انہوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں انہی کی جانوں سے بھلا دیا (غافل کر دیا) جبکہ اللہ تعالیٰ بھولنے سے پاک ہے مگر انکے بھلانے پر جو انکو سزا دی گئی اسی کو بھی بھولنا کہا گیا ہے۔(۳۸)

خصوصیت نمبر ۱۰

حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کی بحث

علامہ موصوف نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۱۹ کے تحت نبی کریم ﷺ کے والدین کے ایمان کے متعلق لکھا ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے (نجاۃ من النار) ناجی ہونے کا مدلل اور مفصل ذکر کیا ہے اور معترضین کے اعتراض (نعوذ باللہ من ذالک) کہ نبی کریم ﷺ کے والدین ناری ہیں کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیا ہے اس طرح کہ پہلے معترضین کے تمام اعتراض و دلائل کو ذکر کرکے پھر انکے رد میں قرآن وحدیث سے دلائل دے کر پھر انکے ہر ایک اعتراض و دلیل کا جواب بھی دیا، یہاں مختصراً ایک دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔ باقی اس کی مکمل تفسیر احسن البیان کی جلد نمبر ایک اور صفحہ نمبر ۲۸۵ تا ۲۹۴ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

دلیل نمبر ۱ : اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لقد جاء کم رسول من انفسکم۔(۳۹)

انفسکم میں ایک قرأت **انفَسِکُم** ف کی زبر کے ساتھ ذکر ہوئی ہے جس کے معنٰی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی نفیس جماعت سے آئے ہیں اور کافر نفیس نہیں بلکہ خسیس ہیں حضور ﷺ کے والدین کریمین بلکہ تمام آباء و اجداد اعلیٰ قسم کے مؤمن ہیں۔

دلیل نمبر ۲ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔(۴۰)

یعنی ہم کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ ان میں رسول بھیجیں۔ جب حبیب کریم ﷺ کے والدین کریمین کو کسی نبی کا پیغام یا دعوت نہیں ملی تھی تو انکار کیسے کیا اور انکار نہ کرنے کی صورت میں عذاب کس چیز کا؟ اور نعوذ باللہ وہ ناری کیسے اور کیوں؟

تنقیدات تنقید نمبر ۱

کوئی مفسر جب تفسیر کرنے بیٹھے تو لازم ہے کہ پہلے کچھ اصول مقرر کرے جنکی پاسداری ہو اور لوگوں کو اپنی تفسیر کی ضرورت، اہمیت، غرض و غایت اور خصوصیات بتائے یوں ہی بیٹھے بٹھائے محض مفسر کہلانے کے شوق میں تفسیر ہرگز نہ کرے، مفسر کو چاہیئے کہ اپنی تفسیر شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ کا عنوان قائم کرے اس (مقدمہ) میں مذکورہ بالا

اصول کی وضاحت کرے پھر اپنے تفسیر کی ابتدا کرے اگرچہ اسلاف مفسرین کرام کا بھی اس کی طرف زیادہ رجحان نہیں دیکھا گیا مگر موجودہ زمانے سے متصل اکثر جتنی بھی تفاسیر لکھی گئی ہیں اس پر زمانہ حاضر کے مفسرین نے اسکی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مقدمہ کے عنوان کو اپنی تفاسیر کا حصہ بنایا ہے۔

مقدمہ اگرچہ تفسیر قرآن کا حصہ نہیں ہے اور نہ ہی ترجمہ سے اس کا تعلق ہے لیکن جب تفسیر کرنے کیلئے قاری اوراق گردانی کرتا ہے تو اسے پتہ ہونا چاہئے کہ میں قرآن پاک سے اپنے حصے کے مطابق جو چاہتا ہوں وہ مجھے مل جائے اور ہر ذی علم مفسر نے مقدمہ میں تفسیر کی اہم خصوصیات کو واضح طور پر لکھا ہے تاکہ قاری پوری طرح قرآن پاک کے مقصد نزول کو سمجھ سکے، مقدمہ قاری کا ایک ذہن بناتا ہے اور وہ اسی دلچسپی کے ساتھ قرآن مجید کے دروازے سے داخل ہو کر درجہ بدرجہ آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے پھر ہر منزل اس کیلئے آسان اور دلچسپ بن جاتی ہے جس کی وجہ سے نہ تو وہ تھکان محسوس کرتا ہے نہ ہی اسکا دھیان کسی اور چیز کی طرف جاتا ہے وہ اپنے ذہن کو اپنی باتوں پر مرکوز رکھتا ہے، اس حوالے سے مذکورہ تفسیر میں کمی محسوس ہوتی ہے کہ مفسر نے مقدمہ کے ذریعے اپنے اہداف کا تعین نہیں کیا اور نہ ہی مقدمہ کا عنوان قائم کیا ہے اگرچہ تفسیر قرآن پڑھنے والے کو خود کھینچ مطالب کی طرف لے جاتا ہے لیکن مقدمہ کی وضاحت کے بعد ایک قاری کیلئے جو آسانی پیدا ہو سکتی ہے وہ مقدمہ نہ ہونے کی وجہ سے مفقود ہے جسکا تدارک اگر آئندہ کیا جائے تو نہایت مناسب ہو گا۔

تنقید نمبر ۲

قرآن مجید کی تفسیر کا رجحان ہمیشہ یہی رہا ہے کہ تفسیر بالماثور کی جاتی رہی ہے اسلاف میں اکثر مفسرین کرام نے بھی اسی اسلوب کو اختیار کیا ہے لیکن آج کی دنیا میں نت نئے مسائل پیدا ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں اگرچہ قرآن مجید و حدیث اور اسوہ رسول ﷺ میں ان مسائل کا حل موجود ہے لیکن عام قاری کی آسانی کیلئے ضروری ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر قرآن ہی سے کی جائے جیسا کہ ایک مشہور قول ہے:

ان القرا ۔ ن یفسر بعضها بعضا۔

قرآن مجید اپنی ہی آیات واحکامات کی بعض دوسرے مقامات پر توضیح کرتا ہے اس لئے آج کل کے مفسرین ومفکرین اس بات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں کہ جتنا ہو سکے قرآن پاک کو قرآن ہی سے سمجھا جائے کیونکہ احادیث کی روایات میں کافی حد تک اختلاف پایا جاتا ہے بالخصوص آج کے زمانے میں ہر مکتبہ فکر اپنی اپنی تائید میں احادیث پیش کرتا ہے۔ مفسر کا رجحان بھی اسلاف مفسرین کرام کی طرح تفسیر بالماثور کی طرف ہے، اگر مترجم قرآن پاک کی تفسیر بالقرآن کرتے جو کہ قرآن پاک کی تفسیر کا پہلا اصول ہے تو زیادہ بہتر ہوتا اور موجودہ زمانے کے اعتراضات سے بھی محفوظ رہتے اگرچہ صحیح احادیث کی رہنمائی بھی ایک معاون نعمت ہے جس سے استفادہ از حد ضروری ہے لیکن جب قرآن خود ہی اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے تو یہ ہدایت ورہنمائی کیلئے کافی ہے۔